سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۱۱۹

آثارِ محبتِ الٰہیہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۱۹

آثارِ محبتِ الٰہیہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

از طرف

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

مہتمم جامعہ اشرف المدارس و مہتمم خانقاہِ امدادیہ اشرفیہ

به فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
به امیدِ نصیحت دوستو اِس کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے ہی نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں۔

ضروری تفصیل

نام وعظ : آثارِ محبتِ الٰہیہ

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و تصحیح : جناب سید عمران فیصل صاحب خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

مقام وعظ : مسجد اشرف، گلشن اقبال، کراچی

تاریخ وعظ : ۱۵ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۸ء

بروز : جمعۃ المبارک

تاریخِ اشاعت : ۱۶ محرم الحرام ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۰ نومبر ۲۰۱۴ء

زیرِ اہتمام : شعبہ نشرواشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، کراچی

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

تعداد : پانچ ہزار

ضروری اعلان

عنوانات

آثارِ محبتِ الٰہیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

کام رونے سے ہی بنتا ہے

بیان شروع کرنے سے پہلے ایک گذارش کرتا ہوں کہ جو خواتین اپنے ساتھ چھوٹے بچوں کو لاتی ہیں، جب وہ روتے ہیں تو سننے والوں کے مضمون سننے میں خلل پڑتا ہے۔ اس لئے اپنے ساتھ ان کے لئے کوئی بسکٹ ٹافی بھی لائیں کیونکہ بچوں کا لانا بھی ضروری ہے اور مضمون سننا بھی ضروری ہے، اس لئے ایک بسکٹ ان کو دے دیا تو وہ خوش ہو جائیں گے، ایک بسکٹ یا ایک ٹافی بچوں کے آنسو سے زیادہ قیمتی نہیں ہوتے، بسکٹ ٹافی سے بچے بہل جاتے ہیں۔

بچوں کے رونے پر ایک بات یاد آئی۔ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اپنی پڑھائی کے زمانہ میں اپنے استاد مولانا اصغر میاں صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو ایک خاتون اپنے بچہ کو لے کر آئیں اور کہا کہ حضرت جی! یہ بہت روتا ہے، اس کو نہ رونے کا تعویذ دے دیجئے تو حضرت نے ہنس کر فرمایا کہ رونا تو ہم بڑوں کو چاہیے لیکن جب ہم بڑے نہیں رو رہے ہیں تو اگر یہ بچے بھی نہیں روئیں گے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کیسے نازل ہو گی۔

ایک بزرگ تھے جو اپنے نیک دوستوں سے مہمانوں کے لئے کچھ قرض لے لیا کرتے تھے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مثنوی مولانا روم میں اس قصہ کو بیان فرمایا ہے کہ جب ان کا آخری وقت آیا تو لوگوں نے محسوس کر لیا کہ شاید بڑے میاں اب بچیں گے نہیں

لہٰذا سب جمع ہوگئے کہ ہمارا قرضہ واپس کرو کیونکہ ایسے آثار نظر آرہے ہیں کہ آپ قبرستان میں لیٹنے جارہے ہیں لہٰذا ہمارا قرضہ واپس کیجئے جو آپ نے مہمانوں کے لئے، خانقاہ کے لئے لیا تھا۔ حضرت سب کی باتیں سن کر خاموش ہوگئے کہ میرے چل چلاؤ کا وقت آیا تو ان کو میری محبت سے زیادہ اپنا پیسہ محبوب معلوم ہورہا ہے۔ بعض لوگوں کو اپنا پیسہ زیادہ محبوب ہوتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کسی سے لاکھ محبت ہو چاہے وہ کتنا ہی بڑا ولی اللہ ہو مگر جب پیسے کا معاملہ آتا ہے تب وہ کہتے ہیں، سب سے بڑا روپیّا۔

ایک شخص کا کتا مر رہا تھا تو وہ رونے لگا، کسی نے پوچھا کہ کیوں رو رہے ہو؟ کہا کہ اس لئے رو رہا ہوں کہ میرا دس برس کا پالتو کتا بھوک سے مر رہا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ کے سر پر جو ٹوکرا روٹیوں سے بھرا ہوا رکھا ہے اس ٹوکرے سے ایک روٹی نکال کر کتے کو دے دو۔ اس نے کہا کہ آنسو مفت کے ہیں، آنسو میں پیسے نہیں لگتے لیکن روٹیاں ہم نے پیسوں سے خریدی ہیں۔ بعض لوگوں میں اشکباری کا مادّہ زیادہ ہوتا ہے مگر پیسے سے یاری بھی غضب کی ہوتی ہے۔

تو ان بزرگ کے پاس قرض کا تقاضا کرنے والے بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں ایک حلوہ فروش کا بچہ آیا، اس کے ابا نے حلوہ بنا کر اس کو کہا کہ حلوہ بیچ کر کچھ پیسے کما لاؤ، اب ہم بوڑھے ہوگئے ہیں لہٰذا تم بھی کچھ کماؤ۔ جب اس نے آواز لگائی کہ حلوہ لے لو تو بڑے میاں نے منہ سے چادر ہٹائی، پہلے چادر اوڑھے ہوئے تھے تاکہ کوئی شخص ہم سے کچھ مانگے نہیں، یہ لوگ اتنا تو خیال کریں گے کہ شیخ جب چادر سے منہ چھپائے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہیں تو ان کو اپنی طرف مشغول نہ کریں، یہ تو گستاخی ہوجائے گی چنانچہ وہ باادب بیٹھے انتظار کریں گے کہ شیخ چادر ہٹائے تو ہم ان سے تقاضا کریں۔ جب حلوہ بیچنے والے بچہ کی آواز آئی تو شیخ نے اپنے منہ سے چادر ہٹائی اور بچہ سے کہا کہ سب مہمانوں کو حلوہ کھلاؤ۔ بچے نے سوچا سبحان اللہ! ایسا ہول سیل ریٹ، تھوک کے بھاؤ سے ہمارا حلوہ اور کہاں بکے گا، ہم تو دو چار آنے کا بیچ دیتے، گھنٹوں الگ پریشان ہوتے، یہاں تو اتنا سارا مجمع کھائے گا تو سب پیسے ابھی مل جائیں گے۔ جب سب حلوہ کھا چکے تو وہ بزرگ پھر چادر اوڑھ کے لیٹ گئے، اب اور لوگوں

نے تو صبر کیا مگر اس لڑکے نے چلانا شروع کر دیا کہ میرا ابا مجھے مارے گا، بڑے میاں میرے پیسے دو، اور پھر رونا شروع کر دیا کہ ہائے میں مر گیا۔ جب بچہ بہت رویا تو بڑے میاں نے اللہ میاں سے دعا کی کہ اے خدا! اب تک کوئی رونے والا نہیں تھا، اب رونے والا بھی آ گیا، اب تو رحمت نازل کر دیجئے، اتنا کہنا تھا کہ ایک شخص آیا اور جتنا قرضہ تھا اسی حساب سے گن کے لایا اور حلوہ والے کے پیسہ الگ لایا، اللہ تعالیٰ نے اس کو خواب میں بتا دیا تھا کہ میرا ایک بندہ مقروض ہے اور چلتے چلتے بوقت نزع بھی حلوہ والے کا قرض الگ چڑھالیا لہٰذا اس کا سب قرض ادا کر دو، جب وہ صاحب آئے اور کہا کہ حضرت! آپ کا کتنا قرضہ ہے؟ تو فرمایا کہ بھئی انہیں لوگوں سے پوچھ لو۔ تو جس کا جتنا قرضہ تھا اس نے بتا دیا، اس آدمی نے سب کو اسی حساب سے رقم دے دی، اب حلوہ والے نے کہا کہ میرا پیسہ؟ انہوں نے کہا یہ تمہارا الگ رکھا ہے۔ تب بڑے میاں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ میں اتنی دیر سے دعا کر رہا تھا مگر آپ نے حلوہ والے بچہ کے رونے بعد رحمت نازل کی تو آسمان سے آواز آئی۔ اس الہامی آواز کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شعر میں پیش کر دیا ؎

چوں نہ گرید طفل کے جوشد لبن

جب تک بچہ نہیں روتا ماں کی چھاتی میں دودھ نہیں اُترتا، بچہ کا رونا اس کی حیات کی علامت ہے، کسی کے گھر میں بچہ پیدا ہو جائے اور رونے کی آواز نہ آئے تو سب گھر والے کہتے ہیں خدا خیر کرے کہیں بچہ مردہ تو پیدا نہیں ہوا۔

علاماتِ قبولیتِ توبہ

آج بھی جو لوگ اللہ تعالیٰ کے سامنے نہیں روتے وہ روحانی حیات سے محروم ہیں، ان کو حیاتِ ایمانی حاصل نہیں، جس دن اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے رونا شروع کر دیں سمجھ لیجئے کہ اب آپ زندہ ہو گئے۔ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے **اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ الْمُفَتَّنَ التَّوَّابَ**[1] اللہ تعالیٰ اس مؤمن بندے کو محبوب رکھتے ہیں جو

---

[1] مشکوٰۃ المصابیح: ۲۰۶/۱، باب الاستغفار والتوبۃ، قدیمی کتب خانہ

آزمائش میں ہو اور توبہ کرے۔ یعنی جب اس کی توبہ ٹوٹ جاتی ہے پھر سے کمر کس کے باندھتا ہے اور روتا ہے کہ اب کوئی خطا نہیں کروں گا لیکن بشریت کی بنا پر اگر پھر اس سے خطا ہو جاتی ہے، کسی فتنہ میں مبتلا ہو جاتا ہے تو پھر اللہ سے روتا ہے، اَلتَّوَّابَ ہے یعنی بہت روتا ہے، بہت توبہ کرتا ہے، لہٰذا مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ اس حدیث میں تین صفات بیان ہوئی ہیں کہ مومن ہو، متقی ہو اور اَلتَّوَّابَ ہو، ایسے بندہ کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں۔

ایک مرتبہ میں ہردوئی حاضر ہوا تو میرے شیخِ ثانی مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے والد کے دوستوں میں سے ایک بڑے میاں تھے، انہوں نے حضرت سے کہا کہ مولانا! میں تو بالکل ناکام اور نامراد مر رہا ہوں، میرا کیا حال ہو گا؟ حضرت نے فرمایا کہ ؎

جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہر حال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے

یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

اس کو یوں سمجھئے کہ جب کوئی بادشاہ آپ کو بلائے پھر دوبارہ بلائے تو سمجھ لیجئے کہ اس کا پہلا جانا قبول ہے ورنہ اگر ناراض ہو جاتا تو پھر دوبارہ اپنے گھر میں گھسنے نہیں دیتا۔ جس کی نماز قبول ہو جاتی ہے اسی کو اللہ دوسرے وقت میں نماز پڑھنے کی توفیق دیتا ہے، اگر ہم نے فجر پڑھ لی اور ظہر بھی پڑھ لی تو ظہر پڑھنا فجر کی قبولیت کی علامت ہے۔ ایسے ہی جس شخص نے اللہ سے رو رو کر توبہ کر لی اس کے بعد اس سے پھر وہی خطا ہو گئی جس سے اس نے توبہ کی لیکن وہ پھر دو رکعات پڑھ کر اللہ سے زار و قطار رو رہا ہے، گریہ وزاری کر رہا ہے تو یہ پہلی توبہ کی قبولیت کی علامت ہے، اگر اس کی پہلی توبہ قبول نہ ہوئی ہوتی تو دوسری دفعہ اس کو توبہ کی توفیق نہ ہوتی۔ انسان تو کہہ دیتا ہے کہ خبردار! اب کبھی معافی نہیں ہو گی، اب میرے پاس آنا بھی نہیں، لیکن جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو یہ علامت ہے کہ اس کی پہلی توبہ قبول ہے ورنہ دوسری توبہ کی توفیق نہ ہوتی، یہ قرآن پاک کا نصِ قطعی ہے، اللہ پاک نے فرمایا

اِنَّ اللہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ،[۲] یُحِبُّ فعل مضارع ہے اور مضارع میں دو زمانے ہوتے ہیں، ایک حال اور ایک استقبال یعنی حال کا زمانہ بھی ہوتا ہے اور مستقبل کا زمانہ بھی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں اور فرماتے رہیں گے۔ یہاں مستقبل کے زمانہ کا ترجمہ ضروری ہے کیونکہ مضارع میں دونوں زمانے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُحِبُّ نہیں فرمایا یُحِبُّ فرمایا، اُحِبُّ فعل ماضی ہے جس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف ایک دفعہ توبہ قبول کرکے محبوب بنالیتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے صیغۂ مضارع استعمال فرمایا جس کے معنی یہ ہیں کہ بندہ مرتے دم تک ہزار بار بھی توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ہر توبہ قبول فرمائیں گے ؎

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ

ایں درگہہ ما درگہہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

باز آؤ، باز آؤ، اگر سو دفعہ توبہ ٹوٹ گئی تب بھی جس حالت میں ہو باز آؤ۔ کافر ہو، آتش پرست ہو، بت پرست ہو، سب کی توبہ قبول کرنے کے لئے اللہ کا دربار کھلا ہوا ہے۔ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے، سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک شخص اونٹ پر جارہا تھا، اس کا کھانا پینا اس کے اونٹ پر لدا ہوا تھا، راستہ میں ایک جگہ وہ آرام کے لیے رُکا تو اس کی آنکھ لگ گئی، جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اونٹ غائب ہے، اس نے سوچا کہ اب جنگل میں نہ تو کھانا ملے گا نہ پانی ملے گا، سارا سامان بھی اونٹ پر تھا، اس کا سارا زادِ راہ اور توشہ غائب ہوگیا، سواری بھی غائب ہوگئی، اس نے سوچا کہ اب تو مرنا ہی ہے لہٰذا کسی درخت کے سائے کے نیچے لیٹ جاؤ، کئی دن کا فاقہ ہوگا اور آخر میں روح نکل جائے گی، اب بھوک میں لیٹا سورہا ہے، جب آنکھ کھلتی ہے تو دیکھتا ہے کہ میرا اونٹ واپس آگیا اور اس پر جو کچھ کھانا اور پانی تھا سب آگیا تو اس کو اتنی خوشی ہوئی کہ مارے خوشی

---

[۲] البقرۃ:۲۲۲

کے اس نے کہا کہ اے اللہ! میں تیرا رب ہوں اور تو میرا بندہ ہے۔ اتنا خوش ہوا کہ دماغی توازن معتدل نہیں رہا، کہنا یہ چاہ رہا تھا کہ میں آپ کا بندہ ہوں اور آپ میرے رب ہیں، آپ نے ہم پر بڑی مہربانی فرمائی مگر مارے خوشی کے عقل میں اعتدال نہ رہا، خوشی کے غلبہ سے اس کے منہ سے یہ نکل گیا کہ اے اللہ! میں آپ کا رب آپ میرے بندے، لیکن اللہ نے اس پر اس کی گرفت نہیں کی کیونکہ اس وقت مارے خوشی کے عقل ٹھکانے ہی نہیں ہے، اللہ تو دل کی کیفیت جانتا ہے کہ دل سے تو یہ کہنا چاہتا ہے کہ میں آپ کا بندہ ہوں لیکن منہ سے کچھ اور نکل رہا ہے۔ یہ انتہائی خوشی کی تعبیر ہے۔

حدیثِ پاک میں اہل اللہ کے پاس قبولیتِ توبہ کا واقعہ

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کوئی بندہ اپنی گنہگار زندگی سے توبہ کرنے اہل اللہ کے پاس آتا ہے اور توبہ کرتا ہے کیونکہ نیک بستی میں جاکر یا نیک بندوں کے پاس جاکر توبہ جلد قبول ہوتی ہے۔ اب اس کی دلیل بھی سن لیجئے۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ گنہگاروں کی ایک بستی کا نام کفرہ تھا، وہاں ایک آدمی نے سو قتل کردیئے، ایک عالم ربانی نے اس سے کہا کہ اس بستی میں جاؤ جہاں صالحین رہتے ہیں، جس کا نام نصرہ ہے، وہاں تمہاری توبہ قبول ہوگی، ابھی یہ اس بستی میں پہنچا بھی نہیں تھا، آدھے راستہ میں تھا کہ اس کی روح نکل گئی، انتقال ہوگیا، لیکن مرتے مرتے بھی اس نے اپنے سینہ کو گھسیٹ کر اس بستی کے قریب کردیا تو اللہ تعالیٰ نے اسی ادا پر اس پر فضل کردیا۔

جب یہ مرگیا تو نیک اور بد دونوں قسم کے انسانوں کی روح نکالنے والے فرشتے آگئے اور آپس میں جھگڑنے لگے کہ اس کی روح ہم لے کر جائیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ زمین کو ناپ لو، اگر یہ گناہوں والی زمین یعنی کفرہ کے قریب ہے تو برے آدمی کی روح لے جانے والے فرشتے اس کی روح لائیں گے اور اگر یہ صالحین کی بستی یعنی نصرہ کے قریب ہے تو نیک آدمیوں کی روح لانے والے فرشتے اس کی روح لائیں گے، اب اِدھر فرشتے زمین ناپنے لگے اُدھر اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ اے نیکوں والی بستی کی زمین تَقَرَّبِیْ قریب ہوجا اور جو گناہوں والی بستی کی زمین تھی اس کو اللہ نے حکم دیا تَبَاعَدِیْ دور ہوجا۔ جب

فرشتوں نے زمین ناپی تو بروں کی بستی کفرہ سے اس کا فاصلہ زیادہ نکلا اور صالحین کی بستی نصرہ سے اس کا فاصلہ کم تھا چنانچہ نیک لوگوں کی روح لے جانے والے فرشتوں نے اس کی روح کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور آسمان پر لے گئے۔ [۳]

اس حدیث کی شرح میں محدثین فرماتے ہیں کہ کام تو اللہ پاک نے کر دیا پھر پیمائش کا کیا فائدہ ہوا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ هٰذَا فَضۡلٌ فِیۡ صُوۡرَۃِ عَدۡلٍ عدل کی صورت میں فضل پوشیدہ تھا، یعنی فرشتوں کے ذریعہ زمین کی پیمائش کرانا عدل ہے اور اپنے حکم سے زمین کو قریب کرنا فضل ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے ؎

حسن کا انتظام ہوتا ہے
عشق کا یوں ہی نام ہوتا ہے

نیک اعمال کا صدور توفیقِ الٰہی سے ہوتا ہے

ہمارا آپ کا صرف نام ہے کہ ہم نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اللہ ہی مسجد میں بلاتا ہے، خدائے تعالیٰ ہی گناہوں سے نفرت و کراہت نصیب کرتے ہیں۔ جن پر فضل نہیں ہے وہ گٹر کی گندی نالیوں میں پڑے ہوئے ہیں، انہیں گناہ کی نحوست کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ بس سارا کام اللہ تعالیٰ سے گڑگڑانے ہی سے بنتا ہے، انہیں کے فضل سے تزکیہ نصیب ہوتا ہے لیکن اسباب کو اختیار کرنا چاہیے، اور اسباب میں سے یہ بھی ہے کہ نیک لوگوں کی بستی میں جاؤ، اہل اللہ کے پاس جاؤ، اگر اہل اللہ نہیں ملتے تو ان کے غلاموں کے پاس جاؤ، ان کے صحبت یافتہ لوگوں کے پاس جاؤ۔

شیخ سے نفع کا دارومدار روحانی مناسبت پر ہے

یہ بات اس لئے کہتا ہوں کہ بعض نادان لوگ حسد کی وجہ سے یا نادانی سے یہ کہتے ہیں کہ اختر لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہے، خود کو اللہ والا کہتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس نادانی اور

---

[۳] بخاری: ۴۹۳/۱، باب حدیث الغار، قدیمی کتب خانہ

حسد کا کیا ٹھکانہ ہے۔ میں جو بار بار کہتا ہوں کہ اللہ والوں کے پاس جاؤ یا ان کے غلاموں کے پاس جاؤ، تو غلام کا اشارہ اختر کی طرف ہوتا ہے، جس نے اللہ والوں کی صحبت اٹھائی ہے، میں اپنے کو اللہ والا نہیں کہتا، اللہ والوں کا غلام کہتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ جس کو مجھ سے مناسبت ہے وہ میرے پاس آئے، یہ مطلب تھوڑی ہے کہ جو مرید اپنے شیخ کے پاس ہیں ان کو اپنی طرف کھینچ رہا ہوں۔ مجھے اس سے غرض نہیں ہے، مگر افسوس ہے کہ لوگ نادانی کی وجہ سے سمجھتے نہیں ہیں۔ حالانکہ میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ جس کو جہاں مناسبت ہو وہاں جائے۔

جیسے حکیم کے مطب میں کچھ لوگ آتے ہیں، ان میں سے کچھ تو مریض ہوتے ہیں اور کچھ اس کے دوست ہوتے ہیں، اگر مریضوں کی ہدایت کے لیے کچھ کہا جاتا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ حکیم سب کو کہہ رہا ہے، وہ تو صرف اپنے مریضوں کے لئے کہتا ہے۔ لہٰذا جو میرے دوست ہیں ان کو یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ مجھے بھی مرید بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ خانقاہ میں ہم نے کوئی فیکٹری نہیں لگائی ہے کہ خانقاہ میں آتے ہی آٹو میٹک مشین آپ کو مرید بنادے گی، میں تو بعض لوگوں کو چھ چھ مہینے تک مرید نہیں کرتا۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس بعض آدمی بالکل جنٹل مین ڈاڑھی منڈائے ہوئے آئے مگر میرا دل ان کی طرف کھنچ گیا، روحانی مناسبت ہوگئی اور دل چاہتا تھا کہ کاش یہ بیعت کی درخواست کرے تو میں اسے مرید کرلوں اور بعض ڈاڑھی والے اور بڑے ثقہ آئے مگر ان کے مزاج میں تکبر محسوس ہوا لہٰذا ان کی طرف دل نہیں کھنچا، ساری بات دل کی ہے، روحانی مناسبت کی ہے۔

اہل اللہ کے تذکرہ سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے

خیر تو میں عرض کررہا تھا کہ نیک لوگوں میں، صالحین کی صحبتوں میں توبہ جلد قبول ہوتی ہے۔ اب میں مشکوٰۃ کی شرح سے حوالہ دیتا ہوں، یہ شرح گیارہ جلدوں میں ہے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اِنَّ الرَّحْمَۃَ تَنْزِلُ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ اللہ کے نیک

اور پیارے بندوں پر رحمت نازل ہوتی ہے، یہ بات کون کہہ رہا ہے؟ مشکوٰۃ کی شرح لکھنے والا، جنت المعلیٰ حرم مکہ میں مدفون، مشکوٰۃ کی گیارہ جلدوں میں شرح لکھنے والا کہہ رہا ہے اِنَّ الرَّحْمَةَ تَنْزِلُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ، صالحین بندوں کے تذکرہ سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے، فَضْلًا عِنْدَ وُجُوْدِهِمْ چہ جائیکہ جہاں وہ خود رہتے ہوں، جہاں صالحین خود رہتے ہوں وہاں کتنی رحمت نازل ہوگی، جن کے تذکرے سے رحمت برستی ہے جہاں وہ خود موجود ہوں اس جگہ رحمتوں کے نزول کا کیا عالم ہوگا۔[۴] اسی لئے وہاں توبہ اور استغفار جلد قبول ہوتی ہے، وہاں اللہ سے اپنی حاجت کہی جائے یعنی دعا مانگنے کا اہتمام کیا جائے، ہر ایک کو دوسرے سے یہی حسنِ ظن رکھنا چاہیے کہ یہ اللہ والا ہے۔

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ میرے پاس اللہ کی محبت سیکھنے آتے ہیں میں ان کے قدموں کی زیارت کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔ میں بھی اپنے گھر والوں سے، اپنے بیٹے سے، اپنی بہو سے، اپنی بیٹی سے، اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ جو مرد اور خواتین اللہ کی محبت میں ہمارے یہاں آتے ہیں ان کے قدموں کی زیارت کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھو، اپنی بڑائی محسوس نہ کرو کہ میرے دروازہ پر اتنے لوگ آتے ہیں۔ حاجی صاحب ہمارے سلسلہ کے اکابر میں سے ہیں، انہوں نے ہمیں یہ تواضع سکھادی کہ یہ خیال کرو کہ ان آنے والوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہماری مغفرت فرمادے، اللہ کی ذات سے امید رکھو اور ان مسلمانوں کا اکرام کرو۔

اللہ تعالیٰ سے ناامیدی حرام ہے

تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ توبہ میں اللہ تعالیٰ نے خاص بات رکھی ہے کہ کبھی توبہ سے مایوس نہ ہونا، اگر توبہ کرنے بعد پھر کبھی گناہوں کا صدور ہوجائے تو توبہ کی قبولیت سے ناامید ہوکر گناہوں میں مت پڑے رہنا بلکہ دوبارہ رو رو کر توبہ و استغفار اور آہ و زاری میں مشغول ہوجانا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

---

[۴] مرقاۃ المفاتیح: ۱۹۵/۵، باب الدعوات، مکتبہ امدادیہ ملتان

کوئے نومیدی مرو امیدہاست

سوئے تاریکی مرو خورشیدہاست

ناامیدی کی گلی میں جانا بھی مت، اللہ کے یہاں ایک امید نہیں غیر محدود امیدیں ہیں اور اندھیری گلیوں کا رُخ بھی مت کرنا کیونکہ اللہ کی رحمت کے بے شمار سورج ہیں، آسمان کا تو ایک ہی سورج ہے لیکن اللہ کی رحمت کے بے شمار سورج ہیں۔ بعض وقت ایک آہ میں بندہ کا کام بن جاتا ہے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نومید ہم مباش کہ رندانِ بادہ نوش

ناگہہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

ناامید مت ہو، بڑے بڑے رند اور شراب پینے والوں کو، بالکل خراب زندگی گذارنے والوں کو جب ندامت ہوئی تو ایک آہ کھینچی اور ایک چیخ ماری، ایک دفعہ اللہ کہا اور رونا شروع کردیا تو اسی دن منزل تک پہنچ گئے، جو پچاس سال سے عبادت کررہے تھے ان سے آگے بڑھ گئے ؎

ناگہہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند

اور ؎

کھینچی جو اک آہ تو زنداں نہیں رہا

مارا جو اِک ہاتھ گریباں نہیں رہا

کسی کو حقیر سمجھنا حرام ہے

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کی جماعت کی نماز چھوٹ گئی، اس کی زندگی میں پہلی دفعہ ایسا ہوا تھا، ورنہ ہمیشہ تکبیرِ اولیٰ سے نماز پڑھتے تھے۔ مردوں پر فرض نماز جماعت سے واجب ہے، سستی اور کاہلی سے جماعت چھوڑنے والوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ شخص منافق ہے۔ خیر القرون میں ہر شخص مسجد میں نماز کا اہتمام کرتا تھا لَا یَتَخَلَّفُ مِنْھَا الْمُنَافِقِیْنَ جماعت نہیں چھوڑتے مگر منافق لوگ لیکن جو معذور ہیں، بیمار ہیں، یا کوئی اور مجبوری ہے وہ مستثنیٰ ہیں۔ تو ان کی جماعت چھوٹ گئی،

جیسے ہی انہوں نے مسجد کے دروازہ پر قدم رکھا امام نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ بس اتنا سننا تھا کہ بے ہوش ہوگئے کہ ہائے جماعت چھوٹ گئی، بس ایک آہ کھینچی، ان کی آہ کی روشنی مسجد میں آئی، اس مسجد میں ایک ولی اللہ بیٹھے تھے جو صاحبِ کشف تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ مسجد کے دروازہ پر ایک زبردست روشنی نظر آئی جو آسمان تک چلی گئی، انہوں نے سوچا کہ یہ تو کوئی بڑا شخص ہے جا کر دیکھا تو ایک بڑے میاں بے ہوش پڑے ہیں، منہ پر پانی کا چھینٹا مارا، ہوش میں آئے تو پوچھا کہ آپ نے ایسا کیا عمل کیا جس کی روشنی مسجد میں نظر آئی۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ مثنوی مولانا روم میں فرماتے ہیں کہ اس نے کہا کہ میرا عمل کیا پوچھتے ہو، جیسے کسی کا جوان بیٹا مر جائے تو اس کے صدمے اور غم کی کوئی انتہا نہیں ہوتی، اسی طرح اس وقت میرے صدمے کی کوئی انتہا نہیں ہے، میری زندگی میں کبھی جماعت نہیں چھوٹی تھی، آج جماعت چھوٹ گئی، اس لئے میرے دل سے آہ نکل گئی۔ اس پر وہ اللہ والے کہنے لگے کہ میری جماعت کی نماز کا ثواب تم لے لو اور اپنی آہ مجھے دے دو، تبادلہ کرلو، وہ بے چارہ سیدھا سادہ تھا، اس نے سوچا کہ کہاں جماعت کی نماز اور کہاں میری آہ، اس نے جلدی سے سوداطے کرلیا کہ میں اپنی آہ تمہیں دیتا ہوں جو جماعت چھوٹنے کے غم میں نکلی تھی اور تم قیامت کے دن اپنی جماعت کی نماز کا ثواب مجھ کو دے دینا، معاملہ طے ہوگیا۔ اب جس اللہ والے نے اس شخص کی آہ خریدی تھی، انہوں نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اے شخص! تو نے اپنی جماعت کی نماز کا ثواب اس کو دے دیا اور اس کی آہ خود لے لی، میں نے اس کی آہ کو اس طرح قبول کیا ہے کہ اس کی آہ کی برکت سے مسجد کے سارے نمازیوں کی نماز قبول کرلی۔

اس لئے کبھی کسی کو حقیر مت سمجھو، گنہگاروں کو بھی حقیر مت سمجھو، ایک آہ کھینچے گا اور عمرے کرنے والوں اور تسبیح پڑھنے والوں سے آگے بڑھ جائے گا، ان کو برائی سے روکنا اور سمجھانا تو ضروری ہے، نکیر واجب ہے لیکن تحقیر حرام ہے، کسی کو حقیر سمجھنا کسی کے لئے جائز نہیں۔

خواجہ صاحب کے نعتیہ کلام کی اثر آفرینی

جگرؔ مراد آبادی آل انڈیا شاعر تھے، کانپور کے ایک مشاعرہ میں جگر صاحب اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بہت محبوب خلیفہ خواجہ عزیز الحسن مجذوبؔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک ساتھ جمع ہوگئے۔ اس مشاعرہ میں جگر صاحب کو بھی اپنا کلام پڑھنا تھا اور حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ خواجہ عزیز الحسن مجذوبؔ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنی نعتیہ غزل پڑھنی تھی۔ خواجہ صاحب نے جگرؔ صاحب سے کہا کہ پہلے آپ پڑھئے، انہوں نے کہا کہ نہیں پہلے آپ پڑھئے۔ خواجہ صاحب نے اپنی نعتیہ غزل پڑھی، ابھی ایک ہی شعر پڑھا تھا کہ جگر صاحب نے اپنی غزل جیب میں ڈال لی اور کہا کہ اب میں نہیں پڑھوں گا، آفتاب کے سامنے میں اپنا چراغ کیا پیش کروں، اللہ والوں کی شاعری کا کیا کہنا۔ میں آپ کو وہ شعر بھی سنا دیتا ہوں جو خواجہ صاحب نے پڑھا تھا جس پر جگر مراد آبادی نے جو شاہِ غزل یعنی غزل کا بادشاہ کہلاتا تھا اپنی غزل جیب میں ڈال لی اور کہا کہ اب میں کچھ نہیں پڑھوں گا۔

خواجہ عزیز الحسن مجذوبؔ رحمۃ اللہ علیہ روزانہ چوبیس ہزار دفعہ اللہ اللہ کا ذکر کرنے والے، حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ، اپنے زمانہ کے ڈپٹی کلیکٹر، انگریزی داں، کار اور چپڑاسی والے لیکن حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنے کو کیسا مٹایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ ان کو خلافت دی۔ اب ان کا وہ شعر سناتا ہوں جسے سن کر جگرؔ صاحب نے اپنی غزل جیب میں رکھ لی اور پڑھی ہی نہیں۔ وہ شعر تھا ؎

گھٹا اٹھی ہے تو بھی کھول زلفِ عنبریں ساقی
ترے ہوتے فلک سے کیوں ہو شرمندہ زمیں ساقی

آسمان پر کالی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں، اے ساقی! یعنی اے مدینہ والے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بھی زمین پر اپنی زلفِ عنبریں کھول دیں تاکہ آپ کے ہوتے ہوئے زمین آسمان سے شرمندہ نہ ہو، آسمان کی کالی گھٹائیں آپ کی زلفِ عنبریں کے آگے کیا بیچتی ہیں۔ حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ روضۂ مبارک کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرتے ہیں ؎

بحق آں کہ او جان جہان است

فدائے روضہ اش ہفت آسمان است

اے خدا! اس ذاتِ گرامی یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ جو پوری کائنات کی جان ہیں، پورے عالم کی روح ہیں، جانِ جہاں ہے، جہاں کی روح ہیں، اگر یہ پیدا نہ ہوتے تو خدا زمین و آسمان کو پیدا نہ کرتا، اس مبارک ہستی کے صدقہ میں جو روضۂ مبارک کے اندر آرام فرما ہیں اور جس کے روضہ پر ساتوں آسمان فدا ہو رہے ہیں۔ [۵]

روضۂ مبارک پر حاضری کا ایک ادب

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مدینہ شریف جائے تو یہ نہ کہے زُرْتُ قَبْرَ النَّبِیِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ایسا کہنا مکروہ ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ مبارک کی زیارت کی، پھر کیا کہنا چاہیے؟ زُرْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ [۶] کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مکہ سے حج کر کے چلا جائے اور مدینہ نہ آئے تو اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ اور جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر صلوٰۃ و سلام پیش کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سلام کا خود جواب عطا فرماتے ہیں۔

صحبتِ اولیاء روحانی حیات کا ذریعہ ہے

جب خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نعت کا شعر پڑھا تو جگر صاحب کے دل پر چوٹ لگی، انہوں نے اپنی غزل جیب میں رکھ لی کہ اب میرا شعر کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہے۔ اس کے بعد جگر صاحب نے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ حکیم الامت کی برکت سے بہت سے فاسق، فاجر، نافرمان، سرکش اور خدا سے دور بندے اللہ والے بن رہے ہیں تو کیا میرے لیے بھی کوئی گنجائش ہے کہ میں بھی تھانہ بھون حکیم الامت کی خدمت میں

---

۵ مناجاتِ مقبول، ص:۲۲۶

٦ الشفاء لابی الفضل القاضی عیاض: ۷۱/۲، فصل فی حکم زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

جاکر اللہ والا ہو سکتا ہوں؟ خواجہ صاحب نے فرمایا کہ کیوں نہیں ہو سکتے، وہاں جاکر کتنے فاسق اور فاجر ولی اللہ ہو گئے۔ جگر صاحب کہنے لگے کہ میں تو شراب پیتا ہوں۔ اور جگؔر صاحب کتنی پیتے تھے، خود اپنے دیوان میں لکھتے ہیں ؎

پینے کو تو بے حساب پی لی

اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا

تو جگؔر صاحب نے پوچھا کہ کیا حضرت تھانوی مجھے خانقاہ میں پینے دیں گے؟ حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تردُّد ہوا، خاموش ہو گئے کہ حضرت سے بات کر کے جواب دوں گا۔ خواجہ صاحب حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے، عرض کیا کہ حضرت! جگر مراد آبادی آل انڈیا شاعر کہہ رہے تھے کہ میں اپنی اصلاح کے لئے تھانہ بھون آنا چاہتا ہوں لیکن میرے اندر ایک بری عادت ہے، اس کے بغیر زندگی مشکل ہے، کیا وہاں پینے کی اجازت مل جائے گی؟ حضرت نے پوچھا کہ خواجہ صاحب! آپ نے کیا جواب دیا؟ کہنے لگے کہ میں نے یہ جواب دیا کہ خانقاہ میں ایسی اجازت نہیں مل سکتی۔ فرمایا کہ خواجہ صاحب! آپ نے صحیح جواب نہیں دیا، آپ جاکر جگر صاحب کو یہ جواب دیں کہ خانقاہ تو اللہ کے لیے وقف جگہ ہے، اس پر میرا اختیار نہیں ہے لیکن اشرف علی جگر صاحب کو اپنے گھر مہمان بنائے گا، میرے گھر میں وہ جیسے چاہیں رہیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافر کو اپنے گھر مہمان بنا سکتے ہیں تو اشرف علی بھی ایک گنہگار مسلمان کو جبکہ وہ علاج کے لئے آرہا ہے اجازت دیتا ہے کہ وہ میرے گھر پر آئے اور میرا مہمان بنے۔ اب جگر صاحب تھانہ بھون پہنچ گئے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جگر صاحب! آپ میرے گھر ٹھہریئے، یہاں آپ کو آزادی ہے جیسے چاہیں رہیں، بس چند مجالس کے بعد ان کی حالت بدل گئی ؎

جی اٹھے مردے تری آواز سے

ہاں ذرا مُطرِب اسی انداز سے

اللہ والوں کی آواز سے مردہ روحیں زندہ ہو جاتی ہیں۔ بڑے پیر صاحب شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو میری تھوڑی سی محنت سے اللہ والا بن جاتا ہے تو بجائے اس کے

کہ وہ مجھ پر فدا ہو میرا دل چاہتا ہے کہ میں ہی اس پر قربان ہو جاؤں۔ معلوم ہوا کہ اللہ والے اس بات سے بہت خوش ہوتے ہیں کوئی ان کی صحبت سے نیک اور صالح بن جائے۔

جگر صاحب کی حضرت تھانوی سے چار دعاؤں کی درخواست

جگر صاحب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور درخواست کی کہ حضرت آپ سے چار دعاؤں کی درخواست کرتا ہوں، نمبر ایک جگر کو حج نصیب ہو جائے، نمبر دو شراب چھوٹ جائے، نمبر تین جگر ڈاڑھی رکھ لے اور نمبر چار جگر کی میدانِ قیامت میں مغفرت ہو جائے۔ دوستو! ذرا بتانا کہ جگر صاحب کے حکیم الامت کے ہاتھ پر بیعت کے وقت میں یہ چار مضمون کیسے ہیں؟ دعا کی درخواست کا یہ مضمون کیسا ہے؟ ایک گنہگار کے منہ سے دعا کی درخواست کا مضمون تو سنو۔

جگر صاحب کی درخواست پر حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ دعا کے لیے اُٹھ گئے۔ سبحان اللہ! جب کسی اللہ والے کے ہاتھ اٹھ جاتے ہیں تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نے دعائے شیخ چوں ہر دعا است

اللہ والوں کی دعاؤں کو ہر ایک کی دعا کے برابر وزن مت کرو۔ جو اپنی ساری زندگی خدا پر فدا کرتا ہے، اللہ بھی اس کے ناز اُٹھاتا ہے۔

جگر صاحب کی سردار عبد الرب نشتر سے ملاقات

اب آپ کو جگر صاحب کا ایک لطیفہ سناتا ہوں۔ سردار عبد الرب نشتر پاکستان کے گورنر تھے، نشترؔ تخلص رکھتے تھے، جگر صاحب ان سے ملنے کے لئے ہندوستان سے پاکستان آئے، شاعر عموماً اُول جلول ہوتا ہے، فٹ فاٹ نہیں رہتا نہ ٹپ ٹاپ رہتا ہے، بال بکھرے ہوئے، ٹوپی ٹیڑھی میڑھی اور کپڑے بھی معمولی سے، اب سیکورٹی پر موجود پولیس کے سپاہی کو کیا معلوم کہ یہ اتنا بڑا آل انڈیا شاعر ہے جس سے مشاعرہ میں زلزلہ پیدا ہو جاتا ہے،

اس نے دھکا دے کر بھگا دیا کہ ارے تیرا منہ اس قابل کہاں کہ تو گورنر سے ملے، وہ سمجھا کہ یہ کوئی پاگل قسم کا آدمی ہے۔ جگر صاحب نے کاغذ پنسل نکالی اور ایک مصرع لکھ کر سپاہی کو دیا کہ گورنر صاحب کو یہ پرچہ دے دینا، اس میں لکھا تھا ؎

نشترؔ سے ملنے آیا ہوں میرا جگرؔ تو دیکھ

بس یہ پرچہ دے کر چل پڑے، جب سیکورٹی والے نے گورنر عبد الرب نشتر کو پرچہ دیا تو وہ پڑھتے ہی سمجھ گئے کہ یہ جگر مراد آبادی ہیں اور نشتر سے میری طرف اشارہ کیا ہے، نشتر ایک قسم کا چاقو ہوتا ہے جو آپریشن کرتے وقت استعمال ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جگر اتنا مضبوط ہے کہ اپنے آپ کو پیش کر رہا ہے کہ مجھے نشتر مارو۔ اب گورنر صاحب جلدی سے دوڑے، ان کو پکڑ کر لائے، معافی مانگی اور کہا کہ میرے آدمی نے آپ کو پہچانا نہیں، اور اس پولیس والے کو بہت ڈانٹا۔

اللہ تعالیٰ کی اپنے اولیاء پر نوازش و عنایات

تو یہ عرض کر رہا تھا کہ اللہ والوں کی دعاؤں کو عام لوگوں کی دعاؤں جیسا مت سمجھو۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں لکھتے ہیں کہ سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ جا رہے تھے، ایک شرابی مسلمان شراب پیئے ہوئے، حالتِ نشہ میں سڑک کے درمیان پڑا تھا۔ یہ بات اس لیے پیش کر رہا ہوں کہ اللہ والے اپنے جسم و جاں کو، اپنی خواہشات کو خدا پر فدا کرتے ہیں، ان کو جلا کر خاک کرتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ بھی ان کی سنتا ہے۔

سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ایک شرابی مسلمان شراب کے نشہ میں قے کیے ہوئے مدہوش پڑا ہے اور اس کے منہ پر مکھیاں بھنک رہی ہیں، آپ نے کہا کہ ہائے کیسا ظالم ہے، جس منہ سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ پڑھتا ہے، جس منہ سے اللہ کا نام لیتا ہے، اسی منہ سے یہ ظالم شراب پیتا ہے، پھر ان کو خیال آیا کہ آخر ہے تو خدا کا بندہ۔ اگر دوست کا بیٹا نالائق ہو تو وہ اپنے دوست کے نالائق بیٹے سے نفرت نہیں کرے گا، اس پر رحم کرے گا کہ میرے دوست کا بیٹا ہے۔ تو ان کو رحم آیا، جا کر پانی لائے، اس کا منہ دھویا، اس سے مکھیاں

دور کیں، جب اس کے چہرہ پر ٹھنڈا ٹھنڈا پانی لگا تو اسے ہوش آنے لگا، سلطان ابراہیم ابن ادھم کو دیکھا تو پوچھا کہ حضرت! آپ اتنے بڑے ولی اللہ مجھ جیسے نالائق کے پاس کیسے آگئے؟ فرمایا کہ تم شراب کی حالت میں تھے، تمہارے چہرے پر مکھیاں بھنک رہی تھیں، اس پر مجھے رحم آگیا۔ عرض کیا کہ آپ کو اتنا رحم آیا تو مجھ کو بھی اللہ نے توبہ نصیب کر دی، میرے قلب میں آواز آرہی ہے کہ اے شخص تو جلدی سے اس کے ہاتھ پر بک جا، اپنا ہاتھ بڑھایئے، میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں کہ آج سے شراب نہیں پیوں گا۔ بس اسی وقت وہ صاحبِ نسبت ہو گیا، باخدا ہو گیا، ولی اللہ بن گیا ؎

جوش میں آئے جو دریا رحم کا

گبر صد سالہ ہو فخر اولیاء

اللہ کی رحمت کے دریا میں جب جوش آتا ہے تو سو برس کے کافر کو خدا اپنی رحمت سے فخر اولیاء بنا دیتا ہے، وہ عام ولی نہیں بنتا، اللہ اسے فخر اولیاء بنانے پر قادر ہے۔ اللہ کی شان بہت بڑی شان ہے، ہم آپ اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔

رات کو سلطان ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی، انہوں نے خواب میں اللہ تعالیٰ سے دریافت کیا کہ اے خدا! آپ نے اس شرابی پر اتنی جلدی مہربانی کیوں کر دی، آپ کو اس کی کیا ادا پسند آگئی؟ نہ اس نے تہجد پڑھی نہ ذکر کیا، توبہ کرتے ہی آپ نے اس کو صاحبِ نسبت ولی اللہ بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے سلطان ابراہیم! **اَنْتَ غَسَلْتَ وَجْهَهٗ لِاَجْلِیْ** تونے میری خاطر، میرا بندہ سمجھ کر اس کا چہرہ دھویا **فَغَسَلْتُ قَلْبَهٗ لِاَجْلِكَ** میں نے تیری خاطر اس کا دل پاک کر دیا کیونکہ تو مجھ پر فدا ہوا، مجھ پر سلطنتِ بلخ قربان کی، قلب و جاں کی ساری خواہشات کو جلا کر خاک کر دیا، **اَنْتَ غَسَلْتَ وَجْهَهٗ لِاَجْلِیْ** تونے میری خاطر اس کا چہرہ دھویا **فَغَسَلْتُ قَلْبَهٗ لِاَجْلِكَ** میں نے تیری خاطر اس کا دل دھو دیا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی خاطر بھی کرتے ہیں۔

اللہ تک پہنچنے کا مختصر راستہ

میرے ضلع کے ایک شاعر تھے نازش پرتاب گڑھی، نازش تخلص رکھتے تھے، ظالم زبردست شاعر تھا، اس کا انتقال ہو گیا ہے، میں نے اس کو دیکھا ہے، کہتا ہے ؎

وہ چشمِ ناز بھی نظر آتی ہے آج نم
اب ترا کیا خیال ہے اے انتہائے غم
آؤ دیارِ دار سے ہو کر گذر چلیں
سنتے ہیں اس طرف سے مسافت رہے گی کم

دار کہتے ہیں پھانسی کو یعنی شہادت کی راہ، اللہ پر جان دینے کا راستہ اللہ تک پہنچنے کا مختصر راستہ ہے۔ کیوں بھئی! شہیدوں کا راستہ کم ہو جاتا ہے یا نہیں؟ پاکستان بننے سے پہلے انڈیا میں ایک صاحب بڑے آزاد قسم کے تھے، ڈاڑھی کٹواتے تھے، نماز بھی ٹھیک سے نہیں پڑھتے تھے۔ کسی نے کہا کہ آپ نماز کیوں نہیں پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا میری فکر مت کرو، میں تو ایک دن تلوار لے کر نکلوں گا، ایک ہاتھ اِدھر ماروں گا ایک ہاتھ اُدھر ماروں گا، پھر شہید ہو جاؤں گا اور شہادت کے شارٹ کٹ راستے سے جنت میں چلا جاؤں گا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہندو مسلم جھگڑا شروع ہو گیا، یہ تلوار لے کر نکلے، تلوار کا ایک ہاتھ چلا کے ایک ہندو کو مارا، دوسرا ہاتھ چلا کے دوسرے کو مارا، تیسرے نے ان کو مار دیا اور وہ شہید ہو گئے۔ اسی لئے یہ اللہ تک پہنچنے کا شارٹ کٹ راستہ ہے۔

دین میں ہر ایک کی اتباع نہیں

لیکن اس کے یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ آپ لوگ نماز، روزہ چھوڑ کر اس راستہ کا انتظار کریں، ایسا کرنا جائز نہیں ہے، یہ ان کی بشری کمزوری تھی، آپ بشری کمزوریوں کی نقل کیوں کر رہے ہیں، اچھے کام کی، نیک لوگوں کی نقل کیوں نہیں کرتے۔ یہ کیا کہ جہاں کوئی ایسا راستہ ملتا ہے جو نفس کی موافقت میں ہوتا ہے اس کو فوراً قبول کر لیتے ہیں، جیسے ایک شخص روزہ نہیں

رکھتا تھا مگر افطاری ضرور کرتا تھا، اس کی ماں نے کہا کہ ظالم! روزہ ایک نہیں رکھتا اور افطاری ایک نہیں چھوڑتا، اس نے ماں سے کہا کہ میں روزہ نہیں رکھتا تو کیا افطاری بھی چھوڑ دوں؟ بالکل ہی کافر ہو جاؤں؟ بعض لوگوں کو اپنے نفس کے مزے والی راہیں بہت راس آتی ہیں۔

جگر صاحب کی قبولیتِ دعا کے آثار

تو جگر مراد آبادی نے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے چار دعاؤں کی درخواست کی اور کتنی پیاری درخواست کی، وہ درخواست پھر سے سن لیجئے، نمبر ا: جگر حج کر آئے۔ دیکھو! اللہ کا گھر دیکھنے کا شوق گنہگاروں کو بھی ہوتا ہے مگر افسوس کہ بعض لوگ غالب کے اس شعر پر عمل کرتے ہوئے حالتِ گناہ میں رہتے ہیں اور اللہ کے گھر کی زیارت سے محروم رہتے ہیں، وہ سوچتے ہیں کہ جب پاک ہو جاؤں گا تب جاؤں گا، ایسا نہیں ہونا چاہیے، جس حالت میں ہو چلے جاؤ۔ ناپاک ہو تو دریا میں کود جاؤ، دریا خود پاک کر دے گا، اس کا انتظار نہ کرو کہ جب پاک ہو جاؤں گا تب دریا میں کودوں گا، پھر تو قیامت تک ناپاک ہی رہو گے۔ غالب نے کہا تھا ؎

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی دامت برکاتہم اکابر اولیاء میں شمار کئے جاتے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ اس شعر سے مایوسی پیدا ہوتی ہے کہ گنہگار آدمی کعبہ کیسے جائے گا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں اس شعر کی اصلاح کرتا ہوں، اس شعر کو مسلمان کر رہا ہوں ؎

میں اسی منہ سے کعبہ جاؤں گا
شرم کو اپنی خاک میں ملاؤں گا

ان کو رو رو کے میں مناؤں گا
اپنی بگڑی کو یوں بناؤں گا

اس کو شعر کہتے ہیں، یہ ہیں اللہ والے۔ اللہ والوں کے کلام میں اور دنیاوی شاعروں کے کلام

میں زمین آسمان کا فرق پاؤ گے۔ تو جگر صاحب نے حضرت تھانوی سے عرض کیا کہ حضرت! جگر گنہگار ہے، آپ اس کے لیے چار دعائیں کر دیں۔ نمبر ایک حج کر آئے، نمبر دو ڈاڑھی رکھ لے، نمبر تین شراب چھوٹ جائے اور نمبر چار میدانِ محشر میں جگر رسوا نہ ہو، اس کی مغفرت ہو جائے۔ حضرت نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیئے۔

جب جگر صاحب تھانہ بھون سے واپس آئے تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ شراب چھوڑ دی اور بیمار پڑ گئے۔ یوپی کے ماہرین ڈاکٹروں کا بورڈ بیٹھا، بڑے بڑے ڈاکٹر پہنچ گئے کیونکہ جگر بہت ہی معزز آل انڈیا شاعر تھے، ڈاکٹروں کے بورڈ نے فیصلہ کیا کہ جگر صاحب دوبارہ شراب شروع کر دیجئے، اگر دوبارہ شراب نہیں پئیں گے تو آپ دنیا سے جلد رخصت ہو جائیں گے، آپ کی جان بہت قیمتی ہے کیونکہ آپ سلطانِ غزل ہیں، غزل کے بادشاہ ہیں۔ جگر صاحب نے کہا کہ اگر میں شراب شروع کر دوں گا تو کتنے دن زندہ رہوں گا، ڈاکٹر کہنے لگے کہ پانچ دس سال اور چلو گے، کہا کہ پھر موت آئے گی؟ کہا ہاں! موت تو ضرور آئے گی، ہمارے پاس ایسی کوئی دوا نہیں جو موت سے بچا لے۔ تو جگر صاحب رونے لگے اور کہنے لگے کہ اگر میں پانچ دس سال زندہ رہا اور شراب پیتا رہا تو شراب پینے کی حالت میں پانچ دس سال زندہ رہ کر خدا کے غضب کو میدانِ محشر میں لے کر جاؤں گا، اس سے بہتر ہے کہ جگر کو شراب چھوڑنے کی وجہ سے ابھی موت آ جائے۔

اطاعتِ خدا میں موت کی حیاتِ معصیت پر فضیلت

دوستو! گناہ چھوڑنے سے اگر موت آتی ہے تو اس موت کو لبیک کہو کہ یا اللہ! میں لبیک کہتا ہوں، میری جان آپ پر فدا ہے ؎

جان تم پر نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا وفا کیا ہے

گناہ چھوڑنے سے جان نکلتی ہے تو نکلنے دو، چادر اوڑھ کے لیٹ جاؤ، جان دے دو۔ شیطان کہتا ہے کہ اگر یہ گناہ نہیں کرو گے تو تمہاری جان نکل جائے گی، تو شیطان کو جواب دے دو ؎

تو مکن تہدیدم از کشتن کہ من

اے ظالم! دین کے دشمن! تم ہمیں قتل ہونے سے، ہلاک ہونے سے اور موت سے مت ڈراؤ

تو مکن تہدیدم از کشتن کہ من

تشنۂ زارم بخونِ خویشتن

ہم خدا کی راہ میں اپنے خون کے خود پیاسے ہیں، ہم اپنا خون خود اللہ کو دینا چاہتے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فارس کے میدانِ جنگ میں کافروں سے فرمایا تھا کہ دیکھو مسلمانوں کی جس فوج سے تم لڑنا چاہتے ہو وہ موت سے اتنی محبت کرتی ہے جتنا تم شراب سے محبت کرتے ہو نَحْنُ نُحِبُّ الْمَوْتَ كَمَا تُحِبُّوْنَ الْخَمْرَ ہم موت کو اتنا عزیز رکھتے ہیں جتنا تم شراب سے محبت رکھتے ہو، تم ایسی قوم سے کیا لڑ سکتے ہو۔

مسلمانوں کے زوال کا اہم سبب حُبِّ دنیا ہے

اگر آج ہماری فوج میں اور ہمارے ملک میں صحیح ایمان آجائے تو واللہ کہتا ہوں کہ جس طرح تین سو تیرہ صحابہ نے جنگ فتح کی تھی، اگر آج بھی اللہ کی مدد ساتھ ہو تو ہمارے لئے کوئی چیز مشکل نہیں ہے لیکن افسوس یہی ہے کہ ہمارے دلوں میں اللہ کی محبت بہت کمزور ہو گئی ہے، دنیا کی محبت اور موت سے نفرت ان دو چیزوں نے آج امت کو دنیا میں گھاس پھوس کی طرح حقیر بنا کر رکھ دیا ہے۔ یہ پیش گوئی سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ مسلمانوں کو ہضم کرنے کے لئے ان پر کافر دوڑیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اس وقت ہم تعداد میں کم ہوں گے؟ فرمایا نہیں، تمہاری تعداد بہت زیادہ ہو گی لیکن تم سمندر کی گھاس اور کوڑے کی طرح ہو گے۔ پوچھا ایسا کیوں ہو گا؟ فرمایا کہ دو وجہ سے حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ،[ے] دنیا سے محبت کریں گے اور موت سے ڈرنے لگیں گے۔

ے سنن ابی داؤد: ۲/۲۳۴، باب فی تداعی الامم علی الاسلام، ایچ ایم سعید

دنیا سے دل نہ لگانے کا طریقہ

اس لئے بزرگوں نے زیادہ ٹیپ ٹاپ کو پسند نہیں کیا، گھر کو زیادہ مزین مت بناؤ، میں اس بات سے متفق نہیں ہوں، خوب سمجھ لو کہ میرا مسلک کیا ہے، گھر اتنا سادہ ہو کہ روح نکلتے وقت تکلیف نہ ہو، گھر پر زیادہ خرچ کروگے تو مرتے وقت روح اسی میں چپکی رہے گی۔ بابا فرید الدین عطار شربت اور خمیرہ وغیرہ بیچتے تھے، ایک دن ایک فقیر کمبل پوش آیا، اس نے کہا کہ بابا! یہ شربت، یہ چٹنی، یہ لعوق اور خمیرہ سب چپکنے والی چیزیں ہیں ان سب سے تو تیری روح چپک جائے گی، آخر تیری روح کیسے نکلے گی؟ انہوں نے کہا جیسے تیری نکلے گی ویسے میری نکل جائے گی۔ بس فقیر اسی وقت کمبل اوڑھ کر لیٹ گیا اور کہا کہ میری تو ایسے نکلے گی، تھوڑی دیر میں دیکھا کہ اس کی روح نکل گئی۔ بس بابا فرید الدین دکان پر تالا لگا کر اللہ کے راستہ میں چل دیئے اور اس مقام پر پہنچے کہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

ہفتِ شہرِ عشق را عطار گشت

ما ہنوز اندر خمِ یک کوچہ ایم

بابا فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کی محبت کے سات شہروں کو طے کر لیا اور میں ابھی ایک گلی کے موڑ پر ہی پڑا ہوا ہوں۔

اسی لئے کہتا ہوں کہ اللہ کی محبت سیکھو، دنیا کی چیزوں میں زیادہ مت لگو، دل کو ان میں مت پھنساؤ، دنیا بالکل چھوٹنے والی ہے، جتنا زیادہ دنیا کا گوند لگاؤ گے روح کو نکلنے میں اتنی ہی تکلیف ہوگی، دنیا میں ایسے رہو کہ جس وقت اللہ چاہے بلالے، ہر وقت تیار بیٹھے رہو۔ دیکھو بھی نہیں کہ بچہ کدھر ہے اور بیوی کدھر ہے، اللہ سے بڑھ کر ہمارا کون ہے، ہماری قبر میں کون جائے گا۔ میدانِ محشر میں ہمیں کون عذاب سے بچا سکتا ہے۔ یہ سب رشتے ناطے دنیا ہی میں رہ جائیں گے، جب گاڑھا وقت آئے گا تو ماں باپ ایک نیکی بھی نہیں دیں گے۔ حدیث پاک سن چکے ہو کہ آدمی ایک نیکی مانگے گا، اماں نہیں دے گی، ابا نہیں دے گا، شوہر نہیں دے گا، بیوی نہیں دے گی، اس وقت کوئی کام نہیں آئے گا۔

اللہ کی اطاعت میں مخلوق کے طعنوں سے نہ گھبرائیں

تو دوستو! یہ عرض کررہا تھا کہ جگر صاحب نے شراب چھوڑ دی اور ڈاڑھی رکھ لی، جب ڈاڑھی رکھ لی تو بڑا مذاق اڑا، اس وقت جگر صاحب نے بزبانِ حال ایک شعر پڑھا ؎

اے دیکھنے والو! مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو

تم کو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنادے

ارے ظالمو! تمہیں اللہ کے نبی کی محبت کہیں میری طرح ڈاڑھی والا نہ بنادے، کب تک صفا چٹ رہو گے، تم خود بھی ڈاڑھی نہیں رکھتے اور دوسروں کو بھی رکھنے نہیں دیتے۔

مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب شہادت گاہ میں پڑے ہوئے تھے، جنگ میں بے چارے کی دونوں ٹانگیں کٹ گئی تھیں، اکیلے لیٹے ہوئے گھبرا رہے تھے، اتنے میں ایک ہندو بنیا وہاں سے گذرا تو اس نے بنیے کو بلایا کہ او لالہ جی! یہاں آؤ، بنیا اس کے پاس چلا گیا، اس نے کہا کہ بھئی! دیکھو میری کمر میں کچھ اشرفی بندھی ہوئی ہیں چونکہ میں تو اب مر رہا ہوں لہٰذا یہ اشرفیاں تم لے لو، ہندو تو لالچی ہوتا ہے، وہ لالچ میں آگیا، جب اس کے قریب پہنچا تو اس نے تلوار مار کر ہندو کی دونوں ٹانگیں کاٹ دیں، اب وہ بھی وہیں لیٹ گیا، تو اس نے کہا کہ اکیلے پڑے پڑے دل گھبرا رہا تھا اب ہم دونوں مل کر ذرا باتیں تو کرلیں گے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آج کل یہی حال ہے کہ دین پر نہ خود چلتے ہیں نہ دوسروں کو چلنے دیتے ہیں، جو چلتا ہے اس کو بھی طعنے دیتے ہیں کہ تم نے ڈاڑھی کیوں رکھ لی؟ کوئی بے چارہ خاندان میں تبلیغی جماعت کی برکت سے یا بزرگوں کی دعاؤں سے ڈاڑھی رکھتا ہے تو سارا خاندان اس کے پیچھے پڑجاتا ہے، بیوی بھی کہتی ہے کہ ارے یہ کیا تم نے کانٹے اُگا رکھے ہیں، مجھے چبھ رہے ہیں۔ ارے! دوزخ کی آگ اور قبر کے عذاب سے ڈرو، نبی کی صورت سے یہ بیزاری! ایسے لوگ اپنے ایمان کی خیر منائیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ سے یہ بیزاری کیوں ہے؟ اس بیزاری پر آہ وزاری کرو، توبہ کرو تاکہ خاتمہ ایمان پر ہو، یہ تو بہت

خطرناک چیز ہے کہ امت کو پیغمبروں کی شکلوں سے اتنی بیزاری ہو جائے۔

آثارِ محبت الٰہیہ

خیر تو جگر صاحب نے شراب چھوڑ دی، پھر حج کرنے چلے گئے اور وہاں پر ڈاڑھی بھی رکھ لی۔ اس کے بعد جگر صاحب میرٹھ میں ایک تانگے پر جارہے تھے کہ تانگے والے نے ان کا بیس سال پرانا ایک شعر پڑھا جو انہوں نے بمبئی میں کہا تھا۔ وہ شعر یہ تھا ؎

چلو دیکھ آئیں تماشہ جگر کا

سنا ہے وہ کافر مسلمان ہو گا

جگر صاحب نے بیس سال پہلے خود ہی یہ شعر کہا تھا یعنی دل میں یہ بات پہلے ہی سے تھی کہ مجھے ڈاڑھی رکھنی ہے، اللہ والا بننا ہے اور شراب چھوڑنی ہے کیونکہ اللہ کے پاس جانا ہے۔ دیکھو آفتاب بعد میں نکلتا ہے مگر افق پر سرخی پہلے بکھیر دیتا ہے۔ جو ولی اللہ ہونے والا ہوتا ہے اس کے دل میں اللہ کی محبت کے آثار اور سورج کی شعاعیں موجود ہوتی ہیں۔ جگر صاحب کا یہ پرانا شعر تانگے والا پڑھ رہا ہے اور جگر پیچھے بیٹھے ہیں، اس ظالم تانگے والے کو خبر نہیں کہ جگر میرے تانگے میں تشریف فرما ہیں۔

جگر صاحب کے حق میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تین دعائیں قبول ہو گئیں، شراب بھی چھوٹ گئی، حج بھی نصیب ہو گیا، ڈاڑھی بھی رکھ، اور چوتھی دعا کے لئے فرمایا کہ جب تین دعائیں قبول ہو گئیں تو میں اللہ سے چوتھی دعا کی قبولیت کی امید رکھتا ہوں۔

خدا کو ہر حال میں یاد رکھیں

میں ان شاء اللہ تعالیٰ اگلے جمعہ کو قرآنِ پاک کی آیت اَذِلَّۃٍ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ[۸] کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامات بیان کروں گا کہ اللہ تعالیٰ کس سے محبت فرماتے ہیں اور کون بندے خدائے پاک سے محبت کرتے ہیں، ان میں

۸؎ المائدۃ: ۵۴

کیا چار علامات نمایاں ہوتی ہیں، تو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اگلے جمعہ کو قرآن پاک سے استدلال بیان کروں گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ان شاء اللہ کہنا ضرور یاد رکھا کریں۔

اس پر ایک قصہ سن لیں۔ ایک شخص نے کہا میں گھوڑا خریدنے جارہا ہوں۔ کسی نے کہا ان شاء اللہ کہہ لو کیونکہ کل کے لئے کہہ رہے ہو کہ کل منڈی جاؤں گا۔ تو اس نے کہا ان شاء اللہ کہنے کی کیا ضرورت ہے، جیب میں پیسے ہیں، منڈی میں گھوڑے ہیں، میں بازار جاؤں گا اور گھوڑا خرید لوں گا، تم بھی ملاؤں والی باتیں کرتے ہو۔ دوسرے دن وہ گھوڑوں کی منڈی میں پیسہ لے کر گیا اور ایک گھوڑا پسند کر لیا، جب رقم ادا کرنے کے لیے جیب میں ہاتھ ڈالا تو رقم غائب تھی، کسی جیب کترے نے جیب کاٹ لی تھی، اب تو بہت ہی پریشان ہوا اور گھر واپس آگیا۔ دوستوں نے پوچھا کہ گھوڑا لے آئے؟ اس نے کہا کہ ان شاء اللہ میں بازار پہنچ گیا تھا، ان شاء اللہ میں نے گھوڑا پسند کر لیا تھا، ان شاء اللہ میں نے اس کو چلا کر بھی دیکھ لیا تھا، ان شاء اللہ بڑا عمدہ گھوڑا تھا، ان شاء اللہ جب میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو ان شاء اللہ رقم غائب تھی۔ اب تو کسی بات میں ان شاء اللہ کہنا نہیں بھولتا تھا، جب چپت پڑتی ہے تب سبق یاد ہوتا ہے، انسان کا مزاج یہی ہے، جب اس کی کھوپڑی پر مصیبت کے کچھ جوتے پڑتے ہیں تب خدا یاد آتا ہے لیکن ہونا تو یہ چاہیے جو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ **اُذْكُرُوا اللهَ فِي الرَّخَاءِ** آرام میں خدا کو یاد کرو تاکہ دُکھ میں خدا تمہیں یاد کرے۔ **اُذْكُرُوا اللهَ فِي الرَّخَاءِ يَذْكُرْكُمْ فِي الشِّدَّةِ**[۹] جو لوگ آرام میں اللہ کو یاد کرتے ہیں اللہ ان کو دُکھ میں یاد رکھتا ہے، لیکن آرام میں خدا کب یاد آئے گا؟ جو آرام میں خدا کو یاد کرنے والے ہیں ان کی صحبت میں آنا جانا رکھو۔

اشاعتِ دین کا ایک سہل طریقہ

بعض لوگ یہاں نہیں آتے اور جو آتے ہیں ان کے دوست اور رشتہ دار نہیں آتے۔ تو میرے کچھ وعظ ہیں جن میں سے ایک وعظ تو مدینہ شریف کا ہے، اس کا نام "استغفار کے ثمرات" ہے، احد پہاڑ جہاں ستر شہید آرام فرما ہیں اس کے دامن میں، شہیدوں کے

---

۹ مصنف ابن ابی شیبة: ۳۷۵/۱۳، باب کلام الضحاك بن قیس، مؤسسة علوم القرآن

بالکل قریب میرا یہ بیان ہوا تھا، جس میں مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری جیسے بڑے بڑے علماء بیٹھے تھے اور مولانا عاشق الٰہی صاحب تو زار و قطار رو رہے تھے۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کیونکہ یہ بہت بڑے عالم، محدث اور جامعہ دارالعلوم کورنگی میں مفتی تھے۔ یہ وعظ چھپ گیا ہے۔ ایسے ہی ایک وعظ ''فضائلِ توبہ'' ہے، یہ میرا میدانِ عرفات کا بیان ہے۔ ایک بیان ''تعلق مع اللہ'' ہے جو مکہ شریف میں مدرسہ صولتیہ میں ہوا۔ ایک وعظ ''علاج الغضب'' غصہ کے علاج کے بارے میں ہے۔

یہ میں اس لیے عرض کررہا ہوں کہ جو لوگ یہاں نہیں آتے میرے یہ رسالے اور وعظ ان کو مانوس کرنے کے لئے، ان کی خدمت میں پیش کیے جائیں۔ اپنے عزیزوں پر، رشتہ داروں پر، بھائیوں پر بھی محنت کی جائے تاکہ وہ بھی دین دار بنیں، ان کو یہ رسالے پیش کیجئے کہ ان کو بھی پڑھ کے دیکھو، اگر وہ کہیں کہ بڑا مزا آیا تو ان سے کہو کہ اب ایک دفعہ مرکز کی طرف چل کے دیکھو، اگر مزا نہ آئے تو دوبارہ نہ جانا۔ لیکن اللہ کے نام میں وہ کشش ہے کہ ایک دفعہ آنے کے بعد ان شاء اللہ وہ کچھ نہ کچھ ضرور پائے گا۔ اختر کچھ نہیں ہے، اختر مٹی کا ڈھیلا ہے لیکن جس مٹی پر سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں اس پر چمک ضرور آجاتی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے یہ جو بیان ہوئے ہیں ان سے لوگوں کو بہت مناسبت ہوئی ہے۔ تو یہ چار وعظ ہیں، خود بھی پڑھیے اور اپنے دوستوں اور عزیزوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ آپ کا یہ خرچ اشاعتِ دین پر ہوگا، ایک کے بجائے تین تین وعظ لیجئے، تین رشتہ داروں کو ایک ہی دفعہ دے دیا اور ان سے کہہ دیا کہ پڑھ کے واپس کردینا، پھر ان سے واپس لے کر دوسرے دوستوں کو دے دو، اس طرح سے اشاعتِ دین کے اندر آپ کا حصہ لگ جائے گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آپ دین کی اشاعت کرنے والوں میں شمار کئے جائیں گے اور امید ہے کہ اس سے آپ پر اللہ کی خصوصی رحمت بھی نازل ہوگی۔

یہ اجتماع اللہ تعالیٰ کے نام پر ہے، نہ زبان پر ہے، نہ وطن پر ہے، نہ تجارت پر ہے، یہ مختلف زبانوں کے، مختلف خاندانوں کے، مختلف قبائل کے، مختلف شہروں کے، مختلف وطن کے لوگوں کا اجتماع ہے۔ اے خدا! تو اس بات پر گواہ ہے، تو ہمارے دلوں کی نیت سے باخبر

ہے کہ ہم صرف تیرے نام پر جمع ہیں، کلمہ کی بنیاد پر جمع ہیں، آپ اپنی رحمت سے اس اجتماع کو قبول فرمایئے، میری ماؤں بہنوں کو بھی قبول فرمایئے اور میرے دوستوں کو بھی قبول فرمایئے اور دوستوں کے گھر والوں کو بھی قبول فرمایئے، ہم سب کو اللہ والی حیات نصیب فرمایئے، تقویٰ والی زندگی نصیب فرمایئے، ہمارے دست و بازو سے آپ ہم کو چھین لیجئے کیونکہ ہمارے ہاتھ خود ہمارے پاؤں کو کھا رہے ہیں۔

دست ما چو پائے ما رامی خورد

بے امانے تو کسے جاں کے برد

علامہ جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ہمارا ہاتھ خود ہمارے پیر کو کھا رہا ہو تو بغیر آپ کے امن اور بغیر آپ کی پناہ کے اے خدا! ہم میں سے کوئی گناہ سے نہیں بچ سکتا۔ اس لئے ہم درخواست پیش کرتے ہیں کہ آپ ہمیں ہمارے ہاتھوں سے خرید لیں، ہماری طرف اپنی رحمت کا دستِ کرم بڑھا کر ہماری جانوں کو خرید لیجئے اور ہمارے قلب و جاں کو اپنی ذاتِ پاک سے اس طرح چپکا لیجئے کہ دنیا کی کوئی طاقت، کوئی نفسانی خواہش ہمیں آپ سے جدا نہ کرسکے۔

اے اللہ! کشاں کشاں ہم سب کو اور ہماری ماں بہنوں کو اولیائے صدیقین کے مقام پر پہنچا دیجئے۔ اور ہماری جو بیٹیاں بہنیں آئی ہیں ان کی ہر جائز حاجت کو پورا فرمایئے، کسی کو رشتہ کی پریشانی ہے، کوئی قرض سے پریشان ہے، کوئی بیماری سے پریشان ہے، اے خدا! جن کو رشتے نہیں ملتے ان کو اچھا رشتہ عطا فرما، جن کے خاوند ظالم ہوں ان کو مہربان کردے، جن کی بیویاں ظالم ہیں ان کو نیک اور فرماں بردار بنادے، جن کے لڑکے نالائق ہیں ان کو لائق بنادے، جن کے باپ کچھ سختی کررہے ہیں ان کو مہربان کردے۔ یااللہ! جو مقروض ہیں ان کو قرض سے نجات عطا فرما، جو بیمار ہیں کوئی دوا فائدہ نہیں کرتی ان کے لئے شفاء کامل کا فیصلہ فرمالے۔

اے اللہ! ہمارے ملک میں جہاں جہاں قتل و خون ہو رہے ہیں اور ڈاکے ڈالے جارہے ہیں وہاں امن و امان قائم فرما اور ان ظالموں کو توبہ کی توفیق نصیب فرما، اگر آپ کے

علم میں ان کی ہدایت منظور نہیں تو ان سب کو نیست و نابود کر دے۔ اللہ! پورے ملک کو سلامتی اور بقاعطا فرما، پاکستان پر جن کی غلط نظریں ہیں خواہ وہ کوئی بھی ہو، اللہ! ایسے دشمنانِ پاکستان کو غیب کے ڈنڈوں سے پیٹ پیٹ کر ان کو ریزہ ریزہ اور پاش پاش کر دے۔ اے خدا! ہندوستان کے مسلمانوں کو عافیت نصیب فرما، فلسطین کے مسلمانوں کو عافیت نصیب فرما، سارے عالم کے مسلمانوں کو عافیت نصیب فرما اور سارے عالم کے کافروں کو ایمان کی توفیق دے دے۔ اے اللہ! مچھلیوں کو پانی میں امن دے دے، چیونٹیوں کو ان کے بلوں میں امن و عافیت دے دے، سارے عالم پر رحمت اور عافیت کی بارش کر دے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوْ الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ [۱]

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

[۱] اخرجہ ابوداؤد: برقم ۱۴۹۵، مطبوعہ بیت الافکار الدولیۃ

پُرسکون زندگی گزاریں!
اللہ تعالیٰ نے دونوں جہاں میں چین، سکون اور اطمینان صرف اپنے دین میں رکھا ہے۔ آپ بھی سکون اور اطمینان والی زندگی گزار سکتے ہیں۔
خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی میں روزانہ مختلف اوقات میں مجالس ہوتی ہیں۔ الحمدللہ! ان مجالس کی برکت سے لاکھوں بھٹکے ہوئے انسان سکون اور اطمینان کی زندگی گزار رہے ہیں۔ آپ بھی ان بابرکت مجالس میں شرکت کرسکتے ہیں۔
اتوار کو صبح ۱۱ بجے اور پیر کو نمازِ مغرب کے بعد خصوصی مجالس ہوتی ہیں، جن میں خواتین کے لیے پردے کے ساتھ علیحدہ جگہ مجلس سننے کا انتظام ہے۔
مجالس کے بارے میں مزید معلومات، نیز اپنے تمام مسائل کے شرعی حل کے لیے ان نمبروں پر رابطہ کیا جاسکتا ہے:
34975758،34975658،34975221

انسانیت کی معراج وزارت، صدارت یا حسن و جمال اور نام و شہرت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق ہے۔ یہ تعلق دو چیزوں سے ملتا ہے یعنی اعمالِ صالحہ اور تقویٰ۔ ان دونوں چیزوں کا کمال درجہ پر حصول ایک ہی ذریعہ سے ہوتا ہے اور وہ ہے صحبتِ اہل اللہ۔ یعنی ان لوگوں سے تعلق قائم کرنا جو اعمالِ صالحہ اور تقویٰ اختیار کیے ہوئے ہیں اور جنہوں نے اپنے کسی بڑے بزرگ سے تعلق قائم کیا ہو یہاں تک کہ یہ سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہو۔

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس وعظ ''آثارِ محبتِ الٰہیہ'' میں اہل اللہ کی صحبتوں کے فیوض و برکات بیان کے ساتھ ساتھ ان اعمال و آداب کا ذکر بھی فرمایا ہے جو اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کا اہم ذریعہ ہیں۔ جن کے ذریعہ انسانیت کی معراج یعنی تعلق مع اللہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

ناشر

کتب خانہ مظہری